۱۲) الاعراف ۵۲ ۱۳) فصلت، ۴
۱۴) فصلت ۴۴ ۱۵) القمر ۱۷
۱۶) ق، ۳۷ ۱۷) محمد ۲۴
۱۸) بقرہ، ۱۵۱ ۱۹) آل عمران، ۱۶۴
۲۰) الجمعہ، ۲ ۲۱) آل عمران، ۷
۲۲) ص ۲۹ ۲۳) محمد، ۲۴
۲۴) ق، ۳۷ ۲۵) فصلت ۱، ۳
۲۶) التوبہ، ۱۱ ۲۷) المائدہ، ۳
۲۸) المائدہ ۵۵ ۲۹) بقرہ ۱۸۷

ناسخ و منسوخ

پروفیسر احمد سعید
گورنمنٹ گریجویٹ کالج ایبٹ آباد

علوم قرآن میں ایک اہم، بڑی پہلو دار اور طویل الذیل بحث ناسخ و منسوخ کی ہے، مگر یہاں جائے تمام تفصیلات بیان کرنے کے اس ضمن میں بنیادی اور ضروری معلومات فراہم کی گئی ہیں۔

معنی و مفہوم

نسخ کے لغوی معنٰی ہیں زائل کرنا، دور کرنا، مٹانا، تبدیل کرنا، تحویل وانتقال(۱)

اس مفہوم کی تائید قرآن کریم کی ان آیات کریمہ سے ہوتی ہے :

(۱) فَيَنْسَخُ اللّٰهُ مَا يُلْقِي الشَّيْطَانُ (۲)

(۲) وَ اِذَا بَدَّلْنَآ اٰيَةً مَّكَانَ اٰيَةٍ (۳)

(۳) نسخ بمعنی تحویل : مثلاً ناسخ مواریث یعنی میراث کو ایک شخص سے دوسرے کی طرف منتقل کرنا (۴)

(۴) نسخ بمعنی نقل : یعنی ایک جگہ سے دوسری جگہ منتقل کرنا، عربی میں نسخت الکتاب جب ہی کہا جاتا ہے جب کوئی نقل کرنے والا وہی الفاظ اسی تحریر میں لکھ رہا ہو (۵) ارشاد باری تعالیٰ ہے :

اِنَّا كُنَّا نَسْتَنْسِخُ مَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ

جو تم کرتے تھے ہم ان کو لکھتے جاتے تھے۔(۶)

اس بات کی وضاحت میں الزرکشی لکھتے ہیں : اور قرآن لوح محفوظ یا اس پوشیدہ کتاب میں درج ہونے کی وجہ سے ناپاک ہاتھوں کے چھونے سے محفوظ رہا جس سے نقل کر کے آپؐ پر قسط وار نازل کیا گیا۔ (۷)

صحیح و جامع اصطلاحی مفہوم

لغت عرب اور شرعی نصوص کی روشنی میں نسخ کی صحیح اصطلاحی تعریف کچھ یوں ہے : "رفع الحکم الشرعی بدلیل الشرعی" کسی شرعی دلیل کی بناء پر کسی دینی حکم کے اٹھ جانے کو نسخ کہتے ہیں۔ (۸)

اسی طرح شرعی نصوص کے پیش نظر یہ بالکل جائز ہے کہ قوی اور صریح دلائل کے پیش نظر خاص حالات میں کسی حکمت و مصلحت کی بناپر کوئی شرعی حکم اٹھ جائے اور باقی نہ رہے اس عمل کا نام نسخ ہے اس طرح سے جو پرانا حکم ختم کیا جاتا ہے اسے "منسوخ" اور جو نیا حکم آتا ہے اسے "ناسخ" کہتے ہیں۔

تغیّر الزمان

نسخ کا مطلب رائے کی تبدیلی نہیں ہوتا (۹) بلکہ ہر زمانے میں اس دور کے مناسب احکام دینا ہوتا ہے "منسوخ" کو غلط قرار دینا "ناسخ" کا کام نہیں بلکہ اس کا کام یہ ہوتا ہے کہ وہ پہلے حکم کی مدت متعین کردے اور بتادے کہ پہلا حکم جتنی مدت تک نافذ رہا اس زمانے کے اعتبار سے تو وہی مناسب تھا لیکن اب حالات کی تبدیلی کی وجہ سے ایک نئے حکم کی ضرورت ہے تو سلیم طبائع معمولی غور و فکر کے بعد اس تبدیلی کو حکمت الٰہیہ کے عین مطابق تصور کریں گی' حاذق و ماہر حکیم وہ ہوتا ہے جو مریض کی صحت کے بدلتے ہوئے احوال کے پیش نظر برائے شفا نسخہ میں مناسب ردوبدل کرتا رہے۔ اس سے خداوند حکیم و علیم و خبیر کی رائے میں کوئی تبدیلی لازم نہیں آتی کہ اسے بداء (۱۰) قرار دے کر عیب سمجھا جائے۔

متقدمین و متاخرین کی اصطلاحات کا فرق

نسخ کے استعمال کے بارے میں متقدمین اور متاخرین علماء کے درمیان اصطلاح کا ایک فرق رہا ہے۔

متقدمین کی اصطلاح

جمہور متقدمین علماء کی اصطلاح میں "نسخ" وسیع مفہوم کا حامل تھا اور اس میں کتاب اللہ میں "نسخ" کی وہ بہت سی صورتیں داخل تھیں جو بعد کے علماء کی اصطلاح میں نسخ نہ کہلائیں مثلاً متقدمین کے نزدیک عام کی تخصیص اور مطلق کی تقیید وغیرہ بھی نسخ کے مفہوم میں داخل تھیں چنانچہ اگر ایک آیت کے الفاظ عام ہیں اور دوسری میں انہیں کسی خاص صورت کے ساتھ مخصوص کر دیا گیا ہے تو متقدمین علماء پہلی کو منسوخ اور دوسری کو ناسخ قرار دیتے تھے جس کا مطلب یہ نہیں ہوتا تھا کہ پہلا حکم بالکلیہ ختم ہو گیا بلکہ یہ مقصد ہوتا کہ پہلی آیت سے جو عموم سمجھ میں آتا تھا دوسری آیت نے اس کو ختم کر دیا مثلاً قرآن کریم میں ارشاد ہے :

وَلَا تَنْكِحُوا الْمُشْرِكَاتِ حَتّٰى يُؤْمِنَّ

اور مشرک عورتوں کے ساتھ ان کے ایمان نہ لانے تک نکاح نہ کرو۔ (۱۱)

آیت کا عموم یہی ظاہر کر رہا ہے کہ تمام مشرک عورتوں کے ساتھ نکاح حرام ہے خواہ بت پرست ہوں یا اہل کتاب۔ ایک دوسری جگہ فرمایا:

وَ الْمُحْصَنَاتُ مِنَ الَّذِیْنَ اُوْتُوا الْکِتٰبَ

اور اہل کتاب کی پاک دامن عورتیں تمہارے لئے حلال ہیں۔ (۱۲)

مولانا تقی عثمانی کہتے ہیں:

"اس مقام پر یہ بات واضح ہو گئی کہ سابقہ آیت میں مشرک عورتوں سے مراد وہ عورتیں ہیں جو اہل کتاب نہ ہوں لہٰذا اس آیت نے پہلی آیت کے عموم میں تخصیص پیدا کر دی ہے اور بتایا کہ ان الفاظ سے مراد مخصوص قسم کی مشرک عورتیں ہیں نہ کہ اہل کتاب کی۔ متقدمین اس کو "نسخ" کہتے ہیں" (۱۳)

مولانا موصوف آگے فرماتے ہیں: اور متاخرین علماء صرف اس صورت کو نسخ سے تعبیر کرتے ہیں جس میں سابقہ حکم بالکل کالعدم قرار دیا گیا ہو محض عام میں تخصیص اور مطلق میں تقیید پیدا ہو جانے کو وہ "نسخ" نہیں کہتے۔ چنانچہ مذکورہ بالا آیت کے بارے میں ان کا کہنا ہے کہ اس میں نسخ نہیں ہوا کیوں کہ اصل حکم (مشرکات سے نکاح کی ممانعت) بدستور باقی ہے البتہ دوسری آیت نے یہ وضاحت کر دی کہ پہلی آیت کا مفہوم اتنا واضح نہیں تھا کہ اس میں اہل کتاب عورتیں بھی داخل ہو جائیں بلکہ وہ تو فقط غیر اہل کتاب کے ساتھ مخصوص تھی۔ (۱۴)

اصطلاح کے اس فرق کی وجہ سے متقدمین کے نزدیک قرآن کریم میں منسوخ آیات کی تعداد بہت زیادہ تھی اس ضمن میں انہوں نے اس قدر مبالغہ سے کام لیا ہے کہ معمولی فرق کی وجہ سے ایک آیت کو منسوخ اور دوسری آیت کو ناسخ قرار دینے لگے اس کی وجہ یہ تھی کہ ان حضرات نے نسخ، بداء وانساء (۱۵) اور نسخ احکام و نسخ اخبار کو باہم ملا دیا۔

بایں طور قائلین نسخ کی مبالغہ آمیزی کا ایک ثبوت یہ بھی ہے کہ انہوں نے آیت کو کئی ٹکڑوں میں بانٹ کر ایک حصہ کو ناسخ اور دوسرے کو منسوخ قرار دیا۔ جیسے ملاحظہ ہو یہ آیت قرآنی ارشاد ہوا:

یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا عَلَیْكُمْ اَنْفُسَكُمْ لَا یَضُرُّكُمْ مَّنْ ضَلَّ اِذَا اهْتَدَیْتُمْ

اے ایمان والو! اپنی (اصلاح کی) فکر کرو جب تم راہ پر چل رہے تو جو شخص گمراہ ہے اس سے تمہارا کوئی نقصان نہیں (۱۶)

آخری حصہ میں امر بالمعروف و نہی عن المنکر کی دعوت ہے بخلاف آیۃ کے ابتدائی حصہ کے جو صرف اپنی ذات کی اصلاح کے حکم پر مشتمل ہے لہٰذا بقول ابن عربی آیت کا آخری حصہ اولین کا ناسخ ہے۔ (۱۷)

اس پر طرہ یہ کہ ابن عربی کی رائے میں آیت کریمہ:

خُذِ الْعَفْوَ وَ اْمُرْ بِالْعُرْفِ وَاَعْرِضْ عَنِ الْجَاهِلِیْنَ (۱۸)

کا پہلا اور آخری حصہ منسوخ مگر درمیانی جزو محکم ہے۔ (۱۹)

قرآن میں نسخ ہوا ہے یا نہیں ؟

نہ صرف امت محمدیہ میں بہت سے احکام منسوخ ہوئے بلکہ احکام شرعیہ کے نسخ کا سلسلہ گذشتہ امتوں کے وقت سے جاری رہا ہے البتہ اس بارے میں آراء مختلف ہیں کہ قرآن کریم میں کوئی ایسی آیت اب بھی موجود ہے جس کا حکم منسوخ ہوا ہو اور تلاوت اب بھی جاری ہو اس سلسلے میں دو نقطہ ہائے نظر ہیں۔

(۱) معتزلہ (۲) جمہور اہل سنت

معتزلہ

معتزلہ میں سے ابو مسلم اصفہانی اور ان کے ہم نواؤں کا کہنا ہے کہ قرآن کی کوئی آیت منسوخ نہیں ہوئی بلکہ تمام آیات اب بھی واجب العمل ہیں جن آیات میں نسخ معلوم ہوتا ہے یہ لوگ اصول تفسیر کے خلاف کھینچ تان کر ان کی ایسی تاویل و تشریح پیش کرتے ہیں کہ جس سے نسخ تسلیم ہی نہ کرنا پڑے دراصل ان کے نزدیک "نسخ" ایک عیب ہے جس سے قرآن کو پاک ہونا چاہیے۔ ابو مسلم اصفہانی اور ان کے متبعین عموماً یہود و نصاری کی طرح اس بات کا انکار نہیں کرتے کہ اللہ تعالیٰ کے بہت سے احکام میں نسخ ہوا ہے بلکہ وہ فقط قرآن میں عدم نسخ کے قائل ہیں اب اگر "نسخ" ان احکامِ خداوندی میں عیب نہیں ہے جو قرآن کے علاوہ ہیں تو قرآنی احکام میں عیب کیوں کر قرار دے دیا گیا؟ اس دعویٰ کی دلیل یہاں یہ بیان کی گئی ہے کہ یہ بات الٰہی حکمت کے خلاف نہیں ہوتی ہے کہ قرآن میں کوئی آیت محض تبرکاً تلاوت کے لئے باقی رہ جائے اور اس پر عمل کا سلسلہ ختم کر دیا ہو۔ (۲۰)

منسوخ آیات کے باقی رہنے کی حکمت اور مصلحت

نہ جانے کس بناء پر اس بات کو الٰہی حکمت کے خلاف قرار دیا گیا ہے حالانکہ منسوخ الحکم آیات کے باقی رہنے میں کئی مصلحتیں ہو سکتی ہیں۔ مثلاً

(۱) اس سے احکام شرعیہ میں تدریج کی حکمت واضح ہوتی ہے کہ جوں جوں نئے نئے واقعات واحوال پیش آتے رہتے ان کے بارے میں وحی کے ذریعہ سے آپؐ کو مطلع اور لوگوں کو اس حقیقت سے روشناس کرایا کہ تاخیر میں جب نظم و ربط پایا جاتا ہو تو وہ اس عجلت پسندی سے بہتر ہے جس میں انتشار اور انارکی کا ثبوت دیا گیا ہو۔ (۲۱)

(۲) اور یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے انسانوں کو اپنے احکام کا پابند بنانے میں کس حکیمانہ طریقے سے کام لیا؟

(۳) اس سے شرعی احکام کی تاریخ کا علم ہوتا ہے' اور یہ واضح ہوتا ہے کہ مسلمانوں پر کب اور کیا حکم نافذ کیا گیا؟ خود قرآن میں کئی مقامات پر گذشتہ امتوں کے ان احکام کا تذکرہ موجود ہے جو امت محمدیہ میں منسوخ ہو

گئے۔ ارشاد ہوا:

وَعَلَى الَّذِيْنَ هَادُوْا حَرَّمْنَا كُلَّ ذِىْ ظُفُرٍ وَمِنَ الْبَقَرِ وَ الْغَنَمِ حَرَّمْنَا عَلَيْهِمْ شُحُوْمَهُمَا اِلَّا مَا حَمَلَتْ ظُهُوْرُهُمَآ اَوِ الْحَوَايَا اَوْ مَا اخْتَلَطَ بِعَظْمٍ ذٰلِكَ جَزَيْنٰهُمْ بِبَغْيِهِمْ وَ اِنَّا لَصَادِقُوْنَ

اور یہود پر ہم نے تمام ناخن والے جانور حرام کر دیئے تھے اور گائے اور بکری کے اجزاء میں سے ان دونوں کی چربیاں اُن پر ہم نے حرام کر دی تھیں مگر وہ جو ان کی پشت پر یا انتڑیوں میں لگی ہو یا جو ہڈی سے ملی ہو اُن کی شرارت کے باعث ہم نے ان کو یہ سزا دی تھی اور ہم یقیناً سچے ہیں۔ (۲۲)

اس منسوخ الحکم آیت کا ذکر محض عبرت و موعظت حاصل کرنے کے لیے کیا گیا' تو اگر قرآن میں ایسی بعض منسوخ الحکم آیات کی تلاوت ان مقاصد کے لئے باقی رکھی گئی ہوں تو ایسی کونسی بات حکمت الٰہیہ کے خلاف ہے' نیز کوئی یہ دعوٰی نہیں کر سکتا کہ اسے اللہ تعالیٰ حکیم و خبیر کے ہر ہر کام کی حکمت کا علم ہے یا وہ یہ جانتا ہے کہ قرآن کی ہر آیت کے نازل کرنے میں کیا کیا حکمتیں ہیں تو پھر اللہ تعالیٰ کے کسی کام سے محض اس بناء پر کیسے انکار کیا جا سکتا ہے کہ اس کی حکمت ہمیں معلوم نہیں ہو سکی جب کہ اس امر کا وقوع شرعی دلائل سے ثابت ہو چکا ہو (۲۳) لہٰذا معلوم ہوا کہ "نسخ" کوئی عیب نہیں بلکہ بعض کفار نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ سلم پر یہ اعتراض کیا تھا کہ آپؐ اپنے متبعین کو ایک بات کا حکم دیتے ہیں اور پھر اس سے منع کر دیتے ہیں اور کوئی اور حکم لے آتے ہیں اس اعتراض کے جواب میں حسب ذیل آیت نازل ہوئی۔ (۲۴)

مَا نَنْسَخْ مِنْ آيَةٍ اَوْ نُنْسِهَا نَاْتِ بِخَيْرٍ مِّنْهَآ اَوْ مِثْلِهَا اَلَمْ تَعْلَمْ اَنَّ اللّٰهَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ

جس آیت کو بھی ہم منسوخ کر دیں گے یا بھلا دیں گے اس سے بہتر یا اس جیسی آیت لے آئیں گے کیا تم نہیں جانتے کہ اللہ تعالیٰ ہر چیز پر قدرت رکھتا ہے۔ (۲۵)

اس آیت کے مضمون نے خوب واضح کر دیا کہ قرآن کریم میں سلسلۂ "نسخ" خود اس کی تصریح کے مطابق ہے نیز یہاں اس کی حکمت بھی بیان کی گئی ہے "نسخ" کا انکار نہیں کیا گیا ہے۔

قرآن میں منسوخ آیات

جیسا کہ پہلے معلوم ہوا کہ متقدمین علماء میں سے قائلین "نسخ" کی اصطلاح میں "نسخ" کا مفہوم بہت وسیع تھا اس لئے انہوں نے آیاتِ منسوخہ کی تعداد بہت زیادہ بتائی۔ حق بات یہ ہے کہ قرآنی آیات میں بنیادی اصول عدم نسخ ہے

"نسخ" نہیں ہے البتہ جب صریح دلیل سے کسی آیت کا منسوخ ہونا ثابت ہو جائے تو اسے لامحالہ منسوخ تسلیم کیا جائے گا علوم قرآنی کے محقق علماء ابتدا سے ہی ان آیات کے بارے میں تحقیق کرتے چلے آئے ہیں جن کے منسوخ ہونے کا دعویٰ کیا جاتا ہے حتیٰ کہ بحث و تمحیص کے بعد انہوں نے معدودے چند آیات کو منسوخ قرار دیا ان پر بھی بعض علماء نے گرفت کی اور ثابت کیا کہ یہ منسوخ نہیں بلکہ محکم ہیں امام جلال الدین السیوطی اس ضمن میں یہ رائے رکھتے ہیں۔

امام سیوطی نے آیات منسوخہ کو اکیس تک محدود کر دیا ہے تاہم ان میں سے بعض کے منسوخ ہونے میں اختلاف پایا جاتا ہے۔(۲۶) مزید بر آں خود امام سیوطی کا قول ہے کہ آیۃ الاستیذان: لِيَسْتَاْذِنْكُمُ الَّذِيْنَ مَلَكَتْ اَيْمَانُكُمْ وَالَّذِيْنَ لَمْ يَبْلُغُوا الْحُلُمَ مِنْكُمْ ثَلٰثَ مَرّٰتٍ (۲۷) اور آیۃ: اِذَا حَضَرَ الْقِسْمَةَ اُولُوا الْقُرْبٰى وَالْيَتٰمٰى وَ الْمَسٰكِيْنُ فَارْزُقُوْهُمْ مِنْهُ وَ قُوْلُوْا لَهُمْ قَوْلاً مَّعْرُوْفاً (۲۸) دونوں آیات منسوخ نہیں بلکہ بقول صحیح تر محکم ہیں آیت استیذان تو بلا خلاف محکم اور غیر منسوخ ہے البتہ آیۃ القسمۃ کے بارے میں کہا گیا ہے کہ آیت المواریث نے اسے منسوخ کر دیا مگر صحیح یہ ہے کہ یہ آیت بھی منسوخ نہیں بلکہ تا ہنوز اس کا حکم باقی ہے گویا اس میں نفلی صدقات کی ترغیب دلائی گئی ہے۔ بایں نظر امام سیوطی کے نزدیک آیات منسوخہ کی تعداد انیس ہوئی۔ اس سلسلے میں شاہ ولی اللہؒ فرماتے ہیں:

والاصح فی آیۃ الاستیذان والقسمۃ الاحکام وعدم النسخ فصارت تسع عشرۃ

زیادہ صحیح ہے کہ استیذان اور قسمت کی آیات محکم ہیں منسوخ نہیں، تو کل منسوخ آیات انیس ہوئیں۔(۲۹)

شاہ ولی اللہ کی تحقیق

آخری دور میں شاہ ولی اللہ نے ان انیس آیات پر مفصل تبصرہ کر کے صرف پانچ آیتوں میں نسخ تسلیم کیا ہے اور باقی آیات میں ان تفسیروں کو ترجیح دی ہے جن کے مطابق "نسخ" ماننا نہیں پڑتا، ان میں سے اکثر آیتوں کے بارے میں حضرت شاہ صاحب کی توجیہات نہایت معقول اور قابل قبول ہیں لیکن بعض توجیہات سے اختلاف بھی کیا جا سکتا ہے۔

شاہ صاحب نے جن پانچ آیتوں کو منسوخ مانا ہے ان کی تفصیل مندرجہ ذیل ہے:

كُتِبَ عَلَيْكُمْ اِذَا حَضَرَ اَحَدَكُمُ الْمَوْتُ اِنْ تَرَكَ خَيْراً الْوَصِيَّةُ لِلْوَالِدَيْنِ وَ الْاَقْرَبِيْنَ بِالْمَعْرُوْفِ حَقاً عَلَى الْمُتَّقِيْنَ

تم پر فرض کیا جاتا ہے کہ جب کسی کو (آثار سے) مرنا قریب معلوم ہو جائے بشرطیکہ کچھ مال بھی ترکہ میں چھوڑا ہو تو (اپنے) والدین و اقارب کے لئے معقول طور پر (کہ مجموعہ ایک تہائی سے زیادہ نہ ہو) کچھ کچھ بتلا دیا جائے اس کو وصیت کہتے ہیں جس کو خدا کا خوف ہو ان کے ذمہ یہ ضروری (کیا جاتا) ہے۔(۳۰)

شروع اسلام میں جب تک کہ میراث کے حصے مقرر نہ ہوئے تھے یہ حکم تھا کہ ترکہ کے ایک تہائی حصہ تک مرنے والا اپنے والدین اور دوسرے رشتہ داروں کو جتنا مناسب سمجھے وصیت کر کے جائے۔(۳۱)بعد میں آیت میراث یعنی :یُوْصِیْکُمُ اللّٰہُ فِیْ اَوْلَادِکُمْ (۳۲) (اور اللہ تعالیٰ تمہیں تمہاری اولاد کے بارے میں حکم دیتا ہے) نے اس کو منسوخ کر دیا'اور اللہ تعالیٰ نے تمام رشتہ داروں میں ترکے کی تقسیم کا ایک ضابطہ خود متعین کر دیا'اب کسی شخص پر مرنے سے پہلے وصیت کرنا فرض نہیں رہا۔(۳۳)

حضرت شاہ ولی اللہ مذکورہ آیت کے منسوخ ہونے سے متعلق لکھتے ہیں :

بل منسوخة بآية :(یُوْصِیْکُمُ اللّٰہُ فِیْ اَوْلَادِکُمْ)و حدیث لا وصیه الوارث (مبین للنسخ ۳۴) بلکہ یہ آیۃ یُوْصِیْکُمُ اللّٰہُ فِیْ اَوْلَادِکُمْ سے منسوخ ہو گئی ہے اور حدیث :لاو صية لوارث کی وضاحت کرتی ہے۔

اِنْ یَّکُنْ مِّنْکُمْ عِشْرُوْنَ صٰبِرُوْنَ یَغْلِبُوْا مِائَتَیْنِ وَ اِنْ یَّکُنْ مِّنْکُمْ مِّائَۃٌ یَّغْلِبُوْا اَلْفاً مِنَ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا بِاَنَّھُمْ قَوْمٌ لَّا یَفْقَھُوْنَ

اگر تم میں سے بیس آدمی (بھی) صبر (واستقامت) والے ہوں گے تو وہ دو سو پر غالب آجائیں گے اور اگر تم میں سے سو آدمی ہوں گے تو ایک ہزار کافروں پر غلبہ حاصل کر لیں گے اس کی وجہ یہ ہے کہ (کافر) ایسی قوم ہیں جو صحیح سمجھتے نہیں ہیں۔(۳۴)

گو کہ یہ آیت ظاہر میں ایک خبر ہے مگر بلحاظِ معنٰی ایک حکم ہے اور وہ اس طرح کہ مسلمانوں کے لیے اپنے سے دس گنا دشمن کے مقابلہ سے فرار اختیار کرنا جائز نہیں۔بعد والی آیت نے اس کا حکم منسوخ کر دیا۔ارشاد ہوا :

اَلْئٰنَ خَفَّفَ اللّٰہُ عَنْکُمْ وَ عَلِمَ اَنَّ فِیْکُمْ ضَعْفاً فَاِنْ یَّکُنْ مِّنْکُمْ مِّائَۃٌ صَابِرَۃٌ یَّغْلِبُوْا مِائَتَیْنِ وَ اِنْ یَّکُنْ مِّنْکُمْ اَلْفٌ یَّغْلِبُوْآ اَلْفَیْنِ بِاِذْنِ اللّٰہِ وَ اللّٰہُ مَعَ الصّٰبِرِیْنَ

اب اللہ نے تمہارے واسطے تخفیف پیدا کر دی ہے' اور وہ جانتے ہیں کہ (اب) تم میں ضعف ہے پھر (اب) اگر تم میں سے سو افراد صاحب استقامت ہوں گے تو ان کو دو سو پر غلبہ حاصل رہے گا اور اگر تم میں سے ایک ہزار (افراد) ہوں گے تو وہ اللہ کے حکم سے دو ہزار پر غالب رہیں گے اور اللہ تعالیٰ (ہمیشہ) صبر (واستقامت) والوں کے ساتھ ہے۔"(۳۵)

اس آیت نے پہلی آیت کے حکم میں آسانی پیدا کر دی' اور دس گنا دشمن کی جگہ دو گنا کی حد مقرر کر دی۔

تیسری آیت سورۃ الاحزاب کی ہے جسے شاہ صاحب نے منسوخ قرار دیا :

لَا یَحِلُّ لَکَ النِّسَآءُ مِنۢ بَعْدُ لَا اَنْ تَبَدَّلَ بِهِنَّ مِنْ اَزْوَاجٍ وَّ لَوْ اَعْجَبَکَ حُسْنُهُنَّ

آپؐ کے لئے اس کے بعد اور عورتیں حلال نہیں ہیں اور نہ یہ (بات) جائز ہے کہ آپؐ ان (موجودہ) بیبیوں کی جگہ دوسری بیبیوں سے (نکاح) کر لیں اگرچہ آپؐ کو ان کا حسن اچھا معلوم ہو۔ (۳۶)

اس آیت میں آپؐ کو مزید نکاح کرنے سے منع فرمادیا گیا تھا بعد میں یہ حکم منسوخ کر دیا گیا اور اس کو منسوخ کرنے والی آیت وہ ہے جو قرآن کی موجودہ ترتیب میں مذکورہ بالا آیت سے پہلے مذکور ہے یعنی:

یَآیُّهَا النَّبِیُّ اِنَّآ اَحْلَلْنَا لَکَ اَزْوَاجَکَ الّٰتِیْٓ اٰتَیْتَ اُجُوْرَهُنَّ

اے نبیؐ ہم نے آپؐ کے لئے وہ بیویاں (نکاح میں لانا) جائز قرار دیا جنہیں آپ نے اُن کا مہر دے دیا۔ (۳۶)

جیسا کہ حضرت شاہ صاحب کا خیال ہے کہ:

یحتمل ان یکون الناسخ مقدما فی التلاوۃ و ھو الاظھر عندی (۳۷)

میری رائے میں زیادہ واضح بات یہ ہے کہ امکان ہے کہ ناسخ تلاوت میں مقدم ہو۔

دراصل اس آیت سے سابق حکم کے منسوخ ہونے کا یقین نہیں ہوتا جیسے حضرت شاہ صاحب کا خیال ہے۔ محمد تقی عثمانی رقم طراز ہیں: بلکہ اس کی وہ تفسیر بھی بڑی حد تک بے تکلف اور سادہ ہے جو مفسر ابن جریر نے اختیار کی ہے کہ یہ دونوں آیتیں اپنی موجودہ ترتیب کے مطابق ہی نازل ہوئی ہیں یَآیُّهَا النَّبِیُّ اِنَّآ اَحْلَلْنَا لَکَ اَزْوَاجَکَ الخ آیت میں اللہ تعالیٰ نے کچھ مخصوص عورتوں کا ذکر فرمایا ہے کہ ان کے ساتھ نکاح آپؐ کے لئے حلال ہے، پھر اگلی آیت: لَا یَحِلُّ لَکَ النِّسَآءُ مِنۢ بَعْدُ میں ارشاد ہوا:

کہ ان کے علاوہ دوسری عورتیں آپؐ کے لئے حلال نہیں ہیں۔ (۳۸)

چوتھی آیت میں جو شاہ ولی اللہ کے ہاں منسوخ ہے وہ یہ آیت ہے:

یَآ اَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْٓا اِذَا نَاجَیْتُمُ الرَّسُوْلَ فَقَدِّمُوْا بَیْنَ یَدَیْ نَجْوٰکُمْ صَدَقَةً ذٰلِکَ خَیْرٌ لَّکُمْ وَ اَطْهَرُ فَاِنْ لَّمْ تَجِدُوْا فَاِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ

"اے ایمان والو! جب تم کو رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) سے سرگوشی کرنی ہو تو سرگوشی کرنے سے پہلے کچھ صدقہ دیا کرو، یہ تمہارے حق میں بہتر اور پاکیزگی کا باعث ہے پھر اگر تم (صدقہ کرنے کے لئے) کچھ نہ پاؤ تو اللہ تعالیٰ بخشنے والا اور مہربان ہے۔" (۳۹)

مذکورہ بالا آیت کے بارے میں حضرت شاہ صاحب کہتے ہیں۔

(هی) منسوخة بالاية بعدها(۴۰)

یہ آیت اگلی (آیت) سے منسوخ ہوئی ہے اور وہ آیت یہ ہے :

ءَ اَشۡفَقۡتُمۡ اَنۡ تُقَدِّمُوۡا بَیۡنَ یَدَیۡ نَجۡوٰکُمۡ صَدَقٰتٍ فَاِذۡ لَمۡ تَفۡعَلُوۡا وَ تَابَ اللّٰہُ عَلَیۡکُمۡ فَاَقِیۡمُوا الصَّلٰوۃَ وَ اٰتُوا الزَّکٰوۃَ وَ اَطِیۡعُوا اللّٰہَ وَ رَسُوۡلَہٗ

اپنی سرگوشی سے پہلے صدقات پیش کرنے سے تم ڈر گئے کیا' پس جب تم نے ایسا نہیں کیا اور اللہ تعالی نے تمہاری توبہ قبول کرلی تو (اب) نماز قائم رکھو اور زکوۃ ادا کرتے رہو' اور اللہ اور اس کے رسول (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کا کہا مانا کرو۔(۴۱)

اس طرح سرگوشی کرنے سے پہلے صدقہ کرنے کا حکم منسوخ کر کے اسے معاف کر دیا گیا جس کی حکمت ظاہر ہے کہ مصلحت کی خاطر یہ حکم واجب ہوا تھا وہ حاصل ہو گئی تھی کیوں کہ مقصود سرگوشی کا دروازہ بند کرنا تھا یہ مصلحت صدقہ منسوخ ہونے کے بعد بھی باقی رہی۔(۴۲)

پانچویں آیت منسوخہ حسب ذیل ہے :

یٰۤاَیُّهَا الۡمُزَّمِّلُ قُمِ الَّیۡلَ اِلَّا قَلِیۡلًا نِّصۡفَهٗۤ اَوِ انۡقُصۡ مِنۡهُ قَلِیۡلًا

اے کپڑوں میں لپٹنے والے رات کو (نماز میں) کھڑے رہا کرو مگر تھوڑی سی رات یعنی نصف رات (کہ اس میں قیام نہ کرو بلکہ آرام کرو) یا اس نصف سے کسی قدر کم کرو۔(۴۳)

اس آیت میں رات کے کم از کم آدھے حصہ میں تہجد کی نماز کا حکم دیا گیا تھا پھر آخیر کی ایک (لمبی) آیت میں جو کہ اول کی آیتوں سے ایک سال بعد نازل ہوئی تہجد کی فرضیت کو منسوخ فرما دیا خواہ صرف امت کے ذمہ سے یا خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ذمہ سے بھی (۴۴) وہ آیت یہ ہے :

عَلِمَ اَنۡ لَّنۡ تُحۡصُوۡهُ فَتَابَ عَلَیۡکُمۡ فَاقۡرَءُوۡا مَا تَیَسَّرَ مِنَ الۡقُرۡاٰنِ

(اللہ) کو علم ہے کہ تم ہرگز اس (حکم) کی پابندی نہیں کر سکو گے سو! اس نے تمہیں معاف کر دیا پس جتنا قرآن پڑھنا تمہارے لئے آسان ہو پڑھ لیا کرو۔(۴۵)

اس سے شاہ صاحب کا زاویۂ نظر یہ ہے کہ تہجد کا حکم تو پہلے بھی واجب نہیں تھا' لیکن پہلے اس میں زیادہ تاکید بھی تھی اور وقت میں بھی وسعت تھی بعد میں تاکید میں بھی کمی آ گئی اور وقت کی پابندی بھی اتنی نہیں رہی فرماتے ہیں

بل الحق ان اول السورة فی تاکید الندب الی قیام اللیل و آخرها نسخ التاکید الی مجرد الندب (۴۶)

یہ پانچ مثالیں جن میں شاہ صاحب کے نزدیک "نسخ" ہوا صرف اس صورت کی ہیں جس میں ناسخ اور منسوخ

دونوں قرآن کے اندر موجود ہیں علاوہ ازیں ایسی متفقہ مثالیں بھی قرآن کریم میں موجود ہیں جن میں ناسخ تو قرآن میں موجود ہے لیکن منسوخ موجود نہیں مثلاً: تحویل قبلہ کی آیات وغیرہ (۴۷)

حاصل بحث

مذکورہ بالا تفصیل سے یہ بتانا مقصود ہے کہ

(۱) آیات قرآنیہ میں "نسخ" کا ہونا کوئی عیب نہیں کہ قرآن میں اس کے وجود سے انکار کیا جائے

(۲) بلکہ یہ حکمت الہیہ کا عین تقاضا ہے۔بنابرایں کسی آیت کی تفسیر کو ماننے سے محض اس لئے انکار نہیں کرنا چاہیے کہ اس کے مطابق ہو قرآن میں "نسخ" لازم آتا ہے۔

(۳) جو تفسیر اصول تفسیر کے مطابق ہو اسے اختیار کرنے میں کوئی مضائقہ نہیں خواہ اس میں آیت کو منسوخ قرار دینا پڑتا ہو۔

حواشی و حوالہ جات

۱) القاموس الفرید، وحید الزمان کیرانوی، صابری دارالکتب لاہور ص ۶۳۹ و مصباح اللغات، عبدالحفیظ بلیاوی، پروگریسو بکس، اردو بازار، لاہور ۱۹۹۴ء

۲) الحج: ۵۲ ۳) النحل: ۱۰۱

۴) البرہان فی علوم القرآن، السیوطی، ۲/۳۴ نیز البرہان ص ۲۹/۲

۶) الجاثیۃ: ۲۹ ۷) البرہان فی علوم القرآن۔ ص۔ ۲۶/۲

۸) علوم القرآن، محمد تقی عثمانی، ص ۱۵۹ ۹) ایضاً: ص ۱۶۰

۱۰) "بداء" کا مطلب اہل السنۃ مفسرین کے نزدیک یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کا علم بدلتا رہتا ہے وہ جس بات کو چاہتا ہے بدل لیتا ہے، ایک بات کا حکم صادر کر لیتا ہے لیکن پھر اس کے برعکس کا حکم دے دیتا ہے۔(علوم القرآن، صبحی صالح۔ ص ۳۷۴)

۱۱) البقرہ: ۲۲۱ ۱۲) المائدہ: ۵ ۱۳) علوم القرآن محمد تقی عثمانی۔ ص ۱۶۲

۱۴) حوالہ بالا ص ۱۶۳

۱۵) انساء: حکم متاخر کرنے بھلا دینے اور ملتوی کرنے کو کہتے ہیں۔(علوم القرآن صبحی صالح۔ ص ۳۷۴)

۱۶) المائدہ: ۱۰۵ ۱۷) احکام القرآن ابن العربی، داراحیاء الکتب العربیۃ مصر ۱۳۷۶ھ ۲۰۵/۱

۱۸) الاعراف: ۱۹۹ ۱۹) احکام القرآن، ابن العربی ص ۳۸۸/۱

٢٠) قرآن محکم، عبدالصمد رحمانی، مجلس معارف القرآن دیوبند ١٣٨٦ھ ص ١٢٠

٢١) علوم القرآن صبحی صالح۔ ص٢٦٦ ٢٢) الانعام : ١٤٧ ٢٣) علوم القرآن، محمد تقی عثمانی، ١٦٥

٢٤) تفسیر روح المعانی : للآلوسی، داراحیاء التراث العربی بیروت۔ لبنان۔ الطبعۃ الرابعۃ : ١٤٠٥ھ۔ ١٩٨٥ء ص ٣٥١/١

٢٥) البقرہ : ١٨٠

٢٦) البرہان فی علوم القرآن، الزرکشی، ص ٣٣/٢ نیز الناسخ والمنسوخ لابن سلامہ ص ١٤ والاتقان فی علوم القرآن ٢/ ٣٧۔ ٣٨ نے سیوطی نے یہاں ایسی تمام آیات کو جمع کردیا ہے جن کو منسوخ قرار دینا زیادہ صحیح اور اصوب ہے۔

٢٧) النور۔ ٥٥ ٢٨) النساء ٨

٢٩) الفوزالکبیر فی اصول التفسیر، شاہ ولی اللہ، قدیمی کتب خانہ مقابل آرام باغ کراچی۔

٣٠) البقرہ : ١٨٠

٣١) خلاصہ تفسیر بیان القرآن مولانا اشرف علی تھانوی۔ محمد عثمان تاجر کتب دہلی ١٣٤١ھ۔ ص ٤٢

٣٢) النساء : ١١ ٣٣) علوم القرآن، محمد تقی عثمانی، ص ١٦٨

٣٤) الفوزالکبیر فی اصول التفسیر شاہ ولی اللہ۔ ص ٤١ ٣٥) الانفال : ٦٥۔ ٦٦

٣٦) الاحزاب : ٥٠ و ٥٢ ٣٧) الفوزالکبیر فی اصول التفسیر ص ٤٥

٣٨) تفسیر ابن جریر طبری بحوالہ علوم القرآن محمد تقی عثمانی۔ ص ١٧٠

٣٩) المجادلۃ : ١٢ ٤٠) الفوزالکبیر فی اصول التفسیر ص ٤٥

٤١) المجادلۃ : ١٣ ٤٢) خلاصہ تفسیر بیان القرآن ص ٨٦٩ ٤٣) المزمل : ١

٤٤) جیسا کہ سورہ بنی اسرائیل آیت "و من اللیل فتھجد بہ نافلۃ لك" کی تفسیر میں ہے کہ تہجد پہلے سب پر فرض تھی۔ پھر امت کے ذمہ سے فرضیت منسوخ ہوگئی لیکن حضورؐ کے بارے میں دو قول ہیں :١) کہ آپؐ پر بھی فرض نہیں رہا تھا۔ پہلے قول کے مطابق نافلہ کے لغوی معنی مراد ہوں گے یعنی آپؐ کے لئے فرض زائد ہے۔٢) آپ پر فرض تھا۔ دوسرے قول کے مطابق آپؐ کے لئے زائد ہونے کا مطلب یہ ہو سکتا ہے کہ تہجد کا زائد ہونا آپؐ ہی کے لئے خاص ہے۔ دیکھئے خلاصہ تفسیر بیان القرآن ص ٤٢٦

٤٥) المزمل : ٢٠ ٤٦) الفوزالکبیر فی اصول التفسیر ص ٤٦

٤٧) علوم القرآن محمد تقی عثمانی ص ١٧٣